

مولانا عبد القیوم حقانی - فاضل و مدرس دارالعلوم حقانیہ

- پاکستان میں سمرقند اور تاشقند کا کھیل کھیلنے کے منصوبے
- اشتراکی نظام کی بے رحم کڑیاں
- سماج دشمن عناصر کی مذہب سرگرمیاں اور بعض
- پورے نشینوں کا شومناک کردار
- اقتصادی بحران کی تشویشناک صورت حال
- علماء حق اور دینی قوتوں کے خلاف غلیظ پروپیگنڈہ
- سرمایہ داری اور اشتراکیت کا نقطہ وحدت
- سب کی پسند کی شریعت اور حکومت کی نا عاقبت اندیشی

الشریک البشک ظالم اور اشتراکی نظام کی
مبین علامات اور خطرات

ملک کی تازہ ترین سیاسی صورت حال، سرحدات پر منڈلانے والے خطرات کے بادل، روسی کا ہل جہازوں کی روٹا
پاکستانی سرحدات کی خلاف ورزیاں، وحشیانہ بمباری اور سینکڑوں بے گناہ معصوم شہریوں کا لقمہ اجل بن جانا،
سندھ میں علیحدگی پسند عناصر کا راج۔ بلوچستان اور سرحد میں سرخ انقلاب کی علی الاعلان ترغیب۔ لادین عناصر کا باہمی
اتحاد۔ روسی لابی کے ایجنٹوں کا مسلسل متحرک رہنا۔ ملک کی اہم سیاسی شخصیتوں کا علی الاعلان روسی حکومت اور وہاں
کے نظام کے گن گنا۔ بعض اہم سیاسی لیڈروں کا جہاد افغانستان میں روسی موقف کی حمایت، مذہبی اور دینی جماعتوں کا
باہمی سرچھٹول پھر ہر جماعت کی متعدد ڈولیوں میں تقسیم ورتقسیم، ذاتی انا اور سیاسی مفادات کے تحفظ کے پیش نظر
دینداروں اور علماء سے اعراض مگر بے دینوں اور فسقار سے اتحاد۔ سیاسی فضاؤں اور ہواؤں کے رخ میں بہہ
کر نفاذ شریعت تک کی مخالفت کر ڈالنا اور پھر بھی دامن پاک دکھانا۔ صدر ضیاء الحق کے اسلامائیزیشن کی ریورسنگ
اور وزیر اعظم محمد خان جو نیچو کا ایسی شریعت کے نفاذ کا اعلان جو سب دہریوں، کمیونسٹوں، بے دینوں، شیعوں
پروپیوپیوں، مرزائیوں، امریکیوں، روسیوں کے لئے قابل قبول ہو۔ حکمرانوں سمیت اہم سیاسی لیڈروں کی منافقت
اور گرگٹھی چالیں، ملک میں عام بیروزگاری، اشیائے ضرورت کی کمیابی اور ملک کا سیاسی اور اقتصادی بحران
بظاہر یہ سب علامات اور نشانیاں اشتراکی فکر و نظریہ اور اس کے استحصالی نظام کے خطرناک غلبہ و استحکام کی خبر دے رہے ہیں
اس کی آمد سے پہلے جو نشانیاں بالعموم ظاہر ہوتی ہیں یا بربادی اور ہلاکت کی جن نشانیوں کے جلو میں یہ آتا ہے وہ زیادہ واضح
ہوتی جا رہی ہیں۔ کہ روسی درندوں۔ اس کے فکری ہمنوائی کارندوں اور ایجنٹوں نے پاکستان کی مقدس سرزمین کو بھی سرخ فوج
سے تاخت و تاراج کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور یہاں بھی اسلام اور مسلمانوں کا وہی حشر برپا کرنا چاہتے ہیں جو سمرقند
بخارا اور تاشقند یا دیگر اسلامی میں ہو چکا ہے۔

اشتراکی نظریات اور نظام اور کمیونزم کی یلغار کے لئے جو دوائی اور علامات ابھرا بھرا کر سامنے آ رہے ہیں۔ ان میں پہلی علامت ملک کا اقتصادی بحران اور ہر آن بڑھتی ہوئی بے روزگاری اور ضروریات زندگی کی کمیابی ہے معاشی حالات دن بدن خراب تر ہوتے جا رہے ہیں اور اب پاکستانی روپے کی قیمت گر جانے سے اس نے مزید تشویشناک صورت اختیار کر لی ہے حکمرانوں کی ناعاقبت اندیشی اور سیاست دانوں کی بے جا ہٹ دھرمیاں مستقل اندیشیوں کی مانتا بن گئی ہیں۔

معاشی بد حالی اور بے روزگاری کے مہیب سایوں میں جرائم اور دوسری معاشرتی بیماریاں کثرت سے جنم لے رہی ہیں رشوت ستانی اور نوجوانوں میں معاشرے اور اخلاقی اقدار سے بغاوت کے رجحانات بڑی تیزی سے ابھرنے لگے ہیں۔ ملکی پیداوار میں تشویشناک نقصان کی وجہ سے متوسط اور غریب طبقوں کی کمر ٹوٹی جا رہی ہے۔ ان کے لئے آرام اور سکون سے زندگی بسر کرنا تو کجا جسم اور روح کا رشتہ قائم رکھنا بھی دو بھر ہو گیا ہے۔ ملک کے ایسی اندوہناک معاشی حالات اشتراکیت کے عفریت اور آنے والے سرخ انقلاب کے خطرے کی دھائی بٹے رہے ہیں۔

اشتراکی نظام کی ترویج و اشاعت اور غلبہ و اپنائیت کی دوسری علامت ملک کے سیاسی حالات ہیں جو معاشی حالات سے بھی دگرگوں ہیں۔ سرکاری ادارے ہوں یا سیاسی پارٹیاں، سب کے مغربی طرز فکر اور لادین جمہوریت کے فروغ کے پیش نظر عوام یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ ان کی حیثیت کسی آزاد رائے دہندہ کی نہیں بلکہ بھیڑ بکریوں کی سی ہے جنہیں الیکشنی ریلے میں شورش پسند قوتیں اپنی مرضی سے جس طرف چاہتی ہیں ہانک کر لے جاتی ہیں۔ عوام کے وجود کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ان کا ریلا طالع آزمائوں اور اقتدار کے حریفوں کو بہا کر مسند اقتدار سے ہمکنار کر دے۔ عوام کے دلوں میں یہ بات جمٹا دی گئی ہے کہ انہیں چالیس سال سے آزادی کے باوجود بہر طور غلام ہی رہنا ہے اور ان کا کام صرف اور صرف ہر سے بدتر انقلاب لانا اور مسلسل فسطائیت کی راہ ہموار کرنا ہے۔ نااہل انتظامیہ اور بیوروکریٹس نے فسطائیت کے رجحانات رکھنے والی اقلیت کو اکثریت کی گردنوں پر بڑی آسانی سے مسلط ہونے کی قوت بہم پہنچائی ہے۔ ہر قسم کے بدترین انقلاب کا پیش خیمہ بد قماش نوکر شاہی کا وجود رہا ہے۔ اپنے ملک کی معاشرتی صورت حال میں ذرا جھانک جھانک کر نظر ڈالئے۔ عوام کی عزت اور اکبرو کے تحفظ کا کوئی معقول انتظام نہیں۔ انہیں ہر وقت جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ اپنے جائز حقوق بھی بھاری رشوت دے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے۔ غنڈوں اور بدکرداروں کو سرعام لوگوں پر دست نطاول دراز کرنے کی اجازت ہے معصوم بچوں اور بے بس عورتوں کا اغوار، ڈاکہ زنی، قتل و غارت زندگی کے عام معمولات بن گئے ہیں۔ سماج دشمن عناصر کی مذہم سرگرمیوں میں بڑے بڑے پردہ نشینوں کو بڑی بڑی رقموں میں خریدا جا چکا ہے۔ اشتراکی کارنے اپنے ایجنٹوں سے قصداً ایسے حالات پیدا کر کے عوام کو اس بات کے سمجھائی دیئے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اشتراکی

نظام کی بے رحم جکڑ بندیوں کو بھی عافیت کا حصار سمجھ کر اس کے تحت رہنا اور اس کو اپنا آسانی سے گوارا کر سکیں۔
غیر فطری اشتراکی انقلاب کے غلبہ و ترویج کی ایک بڑی علامت عوامی جذبات میں انتشار، ہیجان اور اشتعال اور چھوٹے بڑے سیاسی لیڈروں کی چالبازیاں اور اشتعال انگیزیاں ہو کر تھیں۔ جس سے عوام کی سمجھ بوجھ اور غور و فکر کی صلاحیتوں کو بالکل مفلوج کر دیا جاتا ہے۔ ایسے حالات میں اشتراکی کارندوں کی چال یہ ہوتی ہے کہ ملک میں ایسے افراد یا جماعتیں جنہیں عوام سنا گوارا کرتے ہیں یا ان کا عوام میں علمی اور دینی اثر رسوخ ہوتا ہے انہیں نہایت ہی ذلیل ہتھکنڈوں کے ساتھ معاشرے میں بدنام کر دیا جاتا ہے۔ ملک کی حالتِ زار ہمارے سامنے ہے علامہ حق کا جو قافلہ تحریکِ نفاذِ شریعت کا علم لے کر مثبت اور تعمیری سیاست کے ساتھ غلبہ دین کا کام کرنا چاہتے ہیں حکومتی اور اشتراکی کارندے اور بعض سیاسی لیڈر دانستہ یا نادانستہ طور پر انہیں ملک و ملت کے غدار، سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ایجنٹ، عوام کے دشمن، قومی مفادات کے مخالف، اقتدار کے حریف، طالعِ آزما، سرکارِ نامدار کے محافظ اور خدا جانے کس کس حیثیت سے پیش کر رہے ہیں۔ ان کی اس قسم کی تقریروں، تحریروں اور اخباری بیانات سے غرض پس انتہی کچھ ہے کہ معاشرہ میں علامہ حق کا استخفاف کر کے کسی اسلامی انقلاب کی رہی سہی قوتیں بھی دفن کر دی جائیں۔ اشتراکی انقلاب کے بارے میں یہ بات بطور اصول یاد رہے کہ یہ انقلاب کیسے حالات میں آتا ہے جب ملک، علماء اور مذہبی قائدین کے وجود سے خالی ہو اس لئے اشتراکیت کے علمبردار سنی قوتوں کو کچلنے یا اپنے ریلے میں ساتھ لے یہاں کے لئے پوری قوت صرف کر دیتے ہیں جس کا مقصد ملک کو قیادت اور نظام کے اعتبار سے ویرانہ بنانا ہوتا ہے۔ تاکہ اس کی پہنائیوں میں ایک ہی آواز گونجے۔ کبھی وہ جمہوریت کی شکل میں ہوگی کبھی انتقالِ اقتدار کی شکل میں کبھی عوامی بھلائی کی شکل میں کبھی دینی قوتوں اور نفاذِ شریعت کی تحریک کو کچلنے کی شکل میں۔

غرض یہ ہوتی ہے کہ عام لوگ کسی ایک آواز کے پیچھے دیوانوں کی طرح چلتے رہیں۔ اور ان سے اپنے اسلامی فکر و ذہن اور تعلیم و سیاست چھڑا دی جائے۔ اسی نقطہ نظر سے ہمارے ملک میں اشتراکی کارندوں نے جو کام کیا ہے وہ منطقی لحاظ سے گویا اپنے عروج کو پہنچ چکا ہے۔ عوام میں یاس اور قنوطیت پھیلانی چاہی ہے۔ موجودہ جمہوری دور میں بھی انسانوں کو حیوانوں کی طرح جکڑ کر رکھنے اور نپے تلے چارے پر زندگی بسر کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے مگر یاد رہے کہ یاس و قنوط اور مایوسی کے اس فرسودہ نظام کو مسلمان قوم کسی طرح بھی اپنانے کے لئے تیار نہیں۔ جن کے نزدیک مایوسی کفر اور انسان اس کائنات میں خدا کا نائب ہے۔ اشتراکیت کے لئے ہر لحاظ سے موزوں اور اس آئے والا ماحول کسی ملک میں لوگوں کے فکری کے اعتبار سے تہی دامن، نخل افکار کا بے کار ہو جانا اور ان کی آب و تاب بالکل مسلوب ہو جانا ہوتا ہے۔ اس کے اکثر حصے فکری اعتبار سے پٹیل میدان بن گئے تھے اور بعض حصوں میں فکری وحدت کو پارہ پارہ کر کے انتشار اور فکری تشدد کے خیمے گاڑ دئے گئے تھے۔ جس کی وجہ سے مارکسی نظریہ روس جیسے زرعی

ملک کے لوگوں کو اپنا بے بغیر دوسرا کوئی چارہ نہ رہا۔ ہمارے ملک میں بھی اسی تجربہ کو دہرایا جا رہا ہے قیادت کے اعتبار سے اسے دبیرانہ بنادینے کی کوششیں عروج پر ہیں۔ سیاسی مدیرین، بلندیہ پایہ مفکرین، اسلامی انقلاب کے داعیوں اور نفاق شریعت کے مخلص محرمین کو جھوٹے پروپیگنڈے اور غلیظ سیاست کی ناپاک چھینٹوں سے داغدار کر کے قوم کے اندر قومی معاملات میں حسن و قبح کی تفریق مسائل کو سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیتیں اور غور و فکر کی صحیح آزادی کے راستے مسدود کر کے اشتراک کی عفریت کے در آنے کی راہ صاف کی جا رہی ہے۔

دوسرے اشتراک کی ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی چند سرچھپوں نے اشتراکیت کی راہ ہموار کرنے کے لئے احمقانہ جدوجہد کو بام عروج پر پہنچا دیا ہے جس سے قوم کے اندر ایک خوفناک کشمکش شروع ہو گئی ہے مگر انہیں کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا کرنے کا یا رانہ ہوا کہ آیا واقعہ بھی یہ نظریاتی مملکت اور یہاں کے باشندوں کی فضا اشتراکیت کے لئے موزوں بھی ہے یا نہیں اور برطانیہ کا فکری ماحول مادیت سے عبادت ہے اور یہ بھی طے شدہ امر ہے کہ سرمایہ داری مادیت والی دکان کا پہلا قدم اور اشتراکیت اس کا دوسرا قدم ہے اور یہ حقیقت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اشتراکیت، سرمایہ داری کے دائرے کو وسعت اور اس کے تسلط کو زیادہ مضبوط اور ہمہ گیر بنانے کا ظالمانہ پروگرام ہے۔ فکر و عمل کے میدان میں اس قدر یک جانی کے باوجود فرانس اور برطانیہ جیسی صنعتی اور مادی ممالک میں اسے پیچنے کی کوئی راہ نہ مل سکی۔ جب کہ اسلامی ممالک بالخصوص پاکستان کے باشندوں کے فکر و عمل کے محرکات الحاد اور مادیت سے بالکل علیحدہ اور جدا گانہ ہیں۔ اگر فلاخو استہ یہاں اشتراکیت کو ٹھونسنے کی کوئی کوشش کی گئی تو سوائے کثرت خون کے دوسرا کوئی بھی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ افغانستان کی تازہ صورت اس کی قطعی شہد ہے۔

ایسے حالات میں ارباب بےست و کشتاد بالخصوص حکومت اور ملکی سیاست کے علمبرداروں کا سب سے پہلا اور بنیادی فرض یہ بنتا ہے کہ حالات کو ایسی ڈگری پر لے جانے سے کنٹرول کریں جس سے اشتراکیت کے مادی نظام کو مسلمانوں میں فروغ حاصل ہو اشتراک کی نظام میں انسانی سرگرمیوں کی جولانگاہ بڑی تنگ اور محدود ہوتی ہے۔ یہ احساس ان لوگوں میں پرویش نہیں پاسکتا جو روحانیت کے ناپید کنار وسعتوں سے آشنا ہوں اشتراکیت اور مادیت سے قنوطیت فروغ پاتی ہے۔ مگر اسلامی اور روحانی تعلیمات سے رجائیت کی پرورش ہوتی ہے۔

ایسے حالات میں ملک کے سیاسی اور اجتماعی نظام کے ارباب حل عقد کا یہ پہلا اور بنیادی فرض ہے کہ وہ اب مزید کسی بھی لیت و لعل اور تاخیر و تعطیل کے بغیر نظام شریعت کے مکمل نفاذ کا اعلان کر دیں جو خالق کائنات اللہ کا بھیجا ہوا جامع اور مکمل دین ہے جس میں دنیوی اور اخروی فلاح کے حصول کی ساری تدابیر موجود ہیں۔ یہی ایک راستہ ہے جس سے پوری نوع بشری فلاح اور کامرانی کی راہ پاسکتی ہے۔ مسلمان جو آج دنیا میں ناکام اور نامراد

ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ انہیں دین سے نسبت ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے دین کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ ایسے حالات میں وہ لوگ جو دین کے داعی اور اسلامی انقلاب کے حامی اور ملک میں نفاذ شریعت کے منشور سے وابستگی کا اعلان کرتے ہیں۔ تو انہیں بھی اپنی انفرادی اور اجتماعی مساعی کا محور صرف اور صرف نفاذ شریعت ہی کو بنالینا چاہئے۔ مغربی فکر کے حامیوں، سوشلسٹوں، کمیونسٹوں، دھرمیوں اور ملک کے اساسی نظریات کے مخالف قوتوں کے ساتھ مل کر کسی صالح انقلاب کی توقع کرنا محض خوش فہمی اور طفل تسلی تو ہو سکتی ہے حقیقت پسندی نہیں۔ اور اگر حکومتی ارباب بسست و کشادہ انداز اور رسول کی شریعت کے بجائے سب کو خوش رکھنے والی شریعت اور اکبر کے دین الہی کے مثل کوئی ہمہ محبوب شریعت کی تلاش اور نفاذ کا اعلان کر رہے ہیں۔ تو قوم اسے بھی کسی عقلمندی یا واقعہ حقیقت پسندی پر حمل کرنے کو تیار نہیں۔ ایسی شریعت کی تلاش اور نفاذ کی بات اگر فالتو عقلی نہیں تو نا عاقبت اندیشی ضرور ہے۔

بقیہ: صحبۃ با اہل حق

اور اذیت کا ذریعہ نہیں بنتا۔ اور اگر ہمیں ان سے اذیت پہنچے گی تو وہ قصداً نہیں ہوگی۔ بلکہ انہیں خبر تک نہ ہوگی۔ فقہا نے لکھا ہے کہ آدمی کو راستے پر چلتے ہوئے محتاط رہنا چاہئے محتاط چلنا چاہئے کہیں پیوندیوں کی اذیت کا ذریعہ نہ بن جائے۔ جب رات کو نیند نہ آئے | ۱۶ دسمبر۔ ایک صاحب نے عرض کیا: حضرت رات گئے تک نیند نہیں آتی۔ بے چین اور پریشان رہتا ہوں تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ارشاد فرمایا۔ سوتے وقت درود شریف پڑھا کریں کہ درود شریف میں جمالیات ہے۔ دماغ کو سکون پہنچتا ہے نیند کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔

۲۔ پریشانی ہو، خیالات اور وساوس ہوں اور نیند نہ آئے۔ تو سوتے وقت یہ وظیفہ کثرت سے پڑھے۔
 اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَوَاتِ وَمَا أَظَلَّتْ دَرَبُ الْأَرْضَيْنِ وَمَا أَقَلَّتْ دَرَبُ الشَّيَاطِينِ
 وَمَا أَضَلَّتْ كُنْ لِي جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ أِنْ يَفِرُّطَ عَلَيَّ أَحَدٌ أَوْ أَنْ يَطْغَى
 عَزَّ جَاوِدُكَ وَجَلَّ شَأْنُكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

